مسائل

معارف القرآن

پوری تفسیر معارف القرآن میں جتنے فقہی احکام و
مسائل تفسیر کے ضمن میں آئے ہیں وہ تمام احکام و
مسائل ترتیب کے ساتھ یکجا کردیئے گئے ہیں

منتخب از معارف القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتیٔ اعظم پاکستان

انتخاب

جناب محترم صوفی محمد اقبال قریشی صاحب مد ظلہم

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی نمبر۱

فہرست مضامین مسائل معارف القرآن

حرف آغاز ۱۷

تعارف از مرتب ۱۹

باب الایمان والعقائد

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ۲۱

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ۲۱

سجدۂ تعظیمی اسلام میں ممنوع ہے ۲۲

غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں ۲۲

غیر اللہ کو رب کہنا جائز نہیں ۲۳

غیر اللہ کی طرف تخلیق کی صفت منسوب کرنا جائز نہیں ۲۳

غیر اللہ کو مدد کیلئے پکارنا بیکار ہے ۲۳

غیر اللہ کے نام پر دینے کی ممانعت ۲۴

اسماء الٰہیہ میں کج روی کی ممانعت اور اس کی مختلف صورتیں ۲۴

یٰسین کسی کا نام رکھنا کیسا ہے؟ ۲۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے ۲۶

ارتداد کے متعلق چند مسائل ۲۷

الحاد کی تعریف، اقسام اور احکام ۲۸

آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منکر کافر ہے ۲۹

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی ایذاء پہنچانا کفر ہے۔ ۳۰

علم غیب کلی کی غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا شرک ہے۔ ۳۰

کلمہ کفر پر مجبور کرنا۔ ۳۱

دھریا زمانہ کو برا کہنا ۳۱

موت اور مسئلہ تقدیر ۳۲

موت سے فرار کے احکام ۳۲

نبی کی حکم عدولی گمراہی ہے ۳۳

منکر رسالت 'منکر خدا ہے۔ ۳۳

روضہ اقدس کے سامنے بہت بلند آواز سے سلام و کلام کرنا ممنوع ہے ۳۴

جائز شئی کو گناہ سمجھنا بھی گناہ ہے ۳۴

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع اور
انکی لغزشوں میں غور و بحث کرنا بد بختی ہے۔ ۳۴

مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں حکم ۳۵

باب العلم

علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے۔ ۳۶

علم تصوف بھی فرض عین ہے ۳۶

علم دین کا نصاب ۳۷

علم دین کا پھیلانا واجب ہے ۳۷

شاگرد پر استاد کا اتباع لازم ہے ۳۸

عالم یا مفتی کے لئے ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں۔ ۳۸

علم نجوم کی شرعی حیثیت ۳۹

عالم مقتداء کے لئے ایک ضروری حکم ۳۹

ائمہ مجتہدینؒ کے فروعی اختلافات "تفرق ممنوع" داخل نہیں۔ ۴۰

اختلافی اجتہادات میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی۔ ۴۰

جاہل کو عالم کی تقلید واجب ہے ۴۲

حق بات کو چھپانا یا اس میں خلط ملط کرنا حرام ہے ۴۲

باب آداب القرآن

قرآن مجید کو ہاتھ سے چھونے کیلئے طہارت شرط ہے ۴۳

آیت قرآنی لکھا ہوا کاغذ کسی کافر یا

مشرک کے ہاتھ میں دینا جائز ہے ۴۴

ترتیل قرآن کا مطلب ۴۴

مسئلہ تعوذ ۴۵

تعوذ کے مزید احکام و مسائل ۴۷

تلاوت قرآن کے وقت آبدیدہ ہونا سنت انبیاء ہے۔ ۴۸

تلاوت قرآن کے وقت خاموش ہو کر سننا واجب ہے ۴۸

تلاوت قرآن اور ایصال ثواب ۴۹

تلاوت قرآن پاک کے وقت خاموش رہنے کے ضروری مسائل ۴۹

سورہ حج کا سجدہ تلاوت ۵۰

سورۃ الاعلیٰ پڑھنے کے وقت مسنون کلمہ ۵۱

سورۃ الضحیٰ تا آخر پڑھنے کے مسنون کلمات ۵۲

سورۃ والتین پڑھنے کے وقت مسنون کلمہ ۵۲

قرآن کو عملاً متروک کر دینا بھی گناہ عظیم ہے ۵۳

ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن پر اجرت لینا بالاتفاق جائز نہیں ۵۴

عبادت پر اجرت ۵۴

زکوٰۃ کی فوری تملیک ضروری ہے ۵۵

قرآن مجید کے ترجمہ کو "اردو قرآن" کہنا درست نہیں۔ ۵۵

دعویٰ اور دعوت میں فرق ۵۶

دعوت و تبلیغ کے بعض آداب ۵۶

تبلیغ و دعوت کے اہم اصول ۵۷

حقانیت اسلام کو دلائل سے سمجھانا علماء کا فرض ہے ۵۷

تعلیم و تبلیغ پر اجرت لینے کا حکم ۵۷

باب مسائل التصوف

اپنی مدح سرائی اور عیوب سے پاک ہونے کا دعوی جائز نہیں ۵۸

کسی مسلمان کی شان میں طعنہ زنی، تمسخر اور برے لقب کی ممانعت ۵۹
کسی غیر مسلم کے اچھے اوصاف کی مدح کرنا درست ہے۔ ۶۰
میانہ روی ″
تجسس کی حرمت ″
ظن کے اقسام واحکام ۶۱
غیبت کے احکام ۶۳
کفارہ مجلس ۶۴
مجلس کے آداب ۶۴
بری مجلس سے اٹھنے کا حکم ۶۵
فحش وفضول ناول نہ دیکھنے کا حکم ۶۶
ذکر اسم ذات مامور بہ اور عبادت ہے ۶۶
"انشاء اللہ" کہنے کا حکم ۶۶
اکابر علمائے دین کا ادب ۶۷
سفر کا ایک ادب ۶۷
کسی ولی کو ظاہر شریعت کی خلاف ورزی حلال نہیں ۶۷
توریہ کا شرعی حکم ۶۸
خواب ہر شخص سے بیان کرنا درست نہیں ۶۹
خواب کے چند مسائل واحکام ۶۹
لعنت کرنے کے بعض احکام ۷۱

باب احکام التعویذات

سحر کے مسائل شرعیہ ۷۳
تسخیر جنات ۷۴

باب مسائل الصلوٰۃ

بیرونی دنیا کے لئے نماز میں سمت قبلہ کا استقبال کافی ہے۔ ۷۵

نماز میں ستر پوشی شرط ہے ۷۵
نماز میں لباس کے متعلق چند مسائل ۷۶
قرآن کے اردو ترجمہ کو اردو قرآن کہنا جائز نہیں ۷۷
نماز میں ترجمہ قرآن پڑھنا باجماع امت ناجائز ہے ۷۷
سجدہ تلاوت کے بعض مسائل ۷۸
رکوع سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ ۷۸
سفر اور قصر کے احکام ۷۹
مسافر کے متعلق مزید احکام ۸۰
خطبہ کے آداب ۸۱
اذان جمعہ کے بعد جمعہ کی تیاری کے علاوہ سب کام ممنوع ہیں ۸۲
ایک عبادت کے وقت دوسری عبادت میں مشغول ہونا غلطی ہے ۸۲
چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ نہ ہونا ۸۲
مقام ادب میں جوتے اتار دینا ادب کا مقتضا ہے ۸۲
نماز تہجد، نفل ہے یا سنت مؤکدہ؟ ۸۳
نماز تہجد کے احکام ومسائل ۸۴
آلہ کبر الصوت پر نماز پڑھانے کا جواز ۸۴
دعا کے متعلق مسائل ۸۵
قبولیت دعا کی شرائط ۸۵
دعا کے باطنی آداب ۸۶
نفلی نماز کے سجدہ میں دعا کرنا جائز ہے ۸۶
اپنے اعمال (نماز روزہ وغیرہ) کو فاسد کرنے کی ممانعت ۸۷
کسل کے بارے میں ایک وضاحت ۸۷

باب احکام الجنائز

میت کے احکام ۸۸
مردہ انسان کو دفن کرنا واجب ہے ۸۸

کافر کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ۸۸
کافر کی قبر پر کھڑا ہونا ۸۹

باب الزکوٰۃ

مقادیر زکوٰۃ میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں ۹۰
اداء زکوٰۃ کے متعلق بعض احکام و مسائل ۹۰
کیا صدقات کا مال کافر کو دیا جا سکتا ہے ۹۳
عشر اراضی کے احکام ۹۴
مسئلہ تملیک زکوٰۃ ۹۴
حیلوں کی شرعی حیثیت ۹۶
زکوٰۃ کے علاوہ دیگر مالی فرائض ۹۷
اکتناز دولت پر اسلامی قانون کی ضرب کاری ۹۷

باب مسائل الصوم

رمضان کے روزے کے احکام ۱۰۱
سکوت کا روزہ جائز نہیں ۱۰۲
سحری کے ضروری احکام ۱۰۳
فدیہ کے متعلق مسائل ″
اعتکاف کے متعلق مسائل ۱۰۴
شب قدر کے احکام ۱۰۴
ہلال عید کا بیان ۱۰۵

باب مسائل الحج

مسائل حج ۱۰۶
افعال حج میں ترتیب کا درجہ ۱۰۶
احرام کے بعد حج و عمرہ نہ کرنے کی صورت
میں احرام سے باہر ہونے کا طریقہ ۱۰۹

سفر حج میں تجارت و مزدوری کرنا کیسا ہے ۱۰۹
طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں ۱۱۰

آداب نکاح

نکاح سے متعلق مسائل ۱۱۱
نکاح کے بارے میں ضروری حکم ۱۱۲
زوجین کے درمیان عمر کے تناسب کی رعایت بہتر ہے ۱۱۷
نکاح کے متعلق مزید احکام ۱۱۷
چار سے زائد عورتوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے ۱۱۸
کیا انسان کا نکاح جنی عورت سے ہو سکتا ہے ۱۱۸
متعہ کے مسائل ۱۱۹
کافر کی بیوی کے مسلمان ہو جانے کا حکم ۱۱۹
بیوی کا نفقہ ضروریہ شوہر کے ذمہ ہے ۱۲۰
نفقہ واجبہ صرف چار چیزیں ہیں ۱۲۰
زوجہ کا نفقہ شوہر کی حیثیت سے ہونا چاہئے یا زوجہ کی؟ ۱۲۰
بیوی کی سکونت شوہر کے تابع ہے ۱۲۱
زوجین کے جھگڑے میں دوسروں کو دخل دینا مناسب نہیں ۱۲۱
گناہ گار بیوی بچوں سے بیزاری کے اور بغض نہیں رکھنا چاہئے ۱۲۲
لڑکی کی پیدائش کوئی ذلت نہیں ۱۲۲
بیوی اور اولاد کی تربیت ہر مسلمان پر فرض ہے ۱۲۲
اولاد سے خطاء ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ ۱۲۳
تخصیص کے ساتھ بیوی کا ذکر مجالس عام میں کرنا ۱۲۳
غیر فطری فعل اپنی بیوی سے بھی حرام ہے ۱۲۴
غیر فطری طریقے سے قضاء شہوت کا حکم ۱۲۴
حالت حیض میں صحبت کرنے کا حکم ۱۲۵

باب الطلاق

تین طلاق ایک ساتھ دینے کا حکم ۱۲۷

باب الرضاعة

رضاعت کے متعلق مسائل ۱۲۹

دودھ پلانا ماں کے ذمہ ہے ۱۲۹

پوری مدت رضاعت ۱۲۹

بچے کو دودھ پلانا ماں کے ذمہ اور ماں کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے ۱۳۰

عورت جب تک نکاح میں ہے تو اپنے بچے کو

دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی ۱۳۰

یتیم بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری کس پر ہے؟ ۱۳۰

اکثر مدت حمل اور اکثر مدت رضاعت میں فقہاء امت کا اختلاف ۱۳۱

چار ماہ کے بعد حمل کا اسقاط، قتل کے حکم میں ہے ۱۳۲

باب العدة

عدت کے بعض احکام و مسائل ۱۳۳

باب احکام الستر والحجاب

زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا جائز نہیں ۱۳۴

عورت کی آواز کا مسئلہ ۱۳۵

خوشبو لگا کر باہر نکلنا ۱۳۵

مزین برقع پہن کر بھی نکلنا ناجائز ہے ۱۳۵

عورت کی آواز کے بارے میں حکم ۱۳۶

ستر عورت کے احکام اور حجاب نساء میں فرق ۱۳۶

پردہ کی بعض استثنائی صورتیں ۱۳۸

باب الایمان والنذور

قسم دے کر کسی کو مجبور کرنا ۱۴۱

نذر و منت کے بعض احکام ۱۴۱

کسی کو دھوکہ دینے کیلئے قسم کھانے میں ایمان کا خطرہ ۱۴۲

قسم کھانے کی چند صورتیں اور اس کا حکم ۱۴۲

باب احکام المساجد

مساجد کے مسائل ۱۴۴

مساجد کے پندرہ آداب ۱۴۵

مساجد میں محراب بنانے کا حکم ۱۴۶

غیر مسلموں کو اسلامی اوقاف کا متولی بنانا درست نہیں ۱۴۷

غیر مسلم کے مسجد بنانے کے بارے میں حکم ۱۴۷

اولیاء و صلحاء کی قبروں کے پاس مسجد بنانے کا حکم ۱۴۷

باب البیوع

قرض اور ادھار کے احکام ۱۴۸

مشترک مال سے تجارت ۱۴۸

تجارت کے چند احکام ۱۴۹

حرمت سود اور اس کے احکام ۱۴۹

حرمت قمار اور اس کے اقسام ۱۵۰

باب الامارة والسیاسة

خلیفۂ وقت کی اجرت ۱۵۲

خلاف شرع کاموں میں امیر کی اطاعت جائز نہیں ۱۵۲

کسی سرکاری عہدہ کا خود طلب کرنا ۱۵۳

کیا کسی عورت کا بادشاہ یا امیر ہونا جائز ہے؟ ۱۵۳

دو قومی نظریہ ۱۵۴

حکومت کا غذائی کنٹرول ۱۵۵

دستور مملکت کی چند اہم دفعات ۱۵۵

مغربی جمہوریت اور شورائیت میں فرق ۱۵۵

اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے ۱۵۶

باب الجہاد والقتال

جہاد کے متعلق مسائل ۱۶۲

جہاد و قتال کے احکام ۱۶۲

ہجرت کا بیان ۱۶۳

جنگی قیدیوں کے احکام و مسائل ۱۶۳

مسلمان کا کفار کی قید میں آنا ۱۶۴

مال غنیمت اور اموال وقف میں چوری کی سزا ۱۶۵

مال غنیمت اور مال فئے کے مصارف ۱۶۶

قیدیوں سے فدیہ لینے کے احکام ۱۶۶

امور دین میں کفار سے مشورہ ۱۶۷

کفار سے صلح کے احکام ۱۶۷

کفار سے معاہدہ صلح کی بعض صورتیں ۱۶۸

مداہنت فی الدین ۱۶۸

مسلمان کی دلی دوستی کسی کافر سے نہیں ہوسکتی ۱۶۸

مسلمانوں کے اموال پر کفار کے قبضہ کا حکم ۱۶۹

جنگ کے وقت درختوں وغیرہ کو آگ لگانے کا حکم ۱۶۹

باب للشہادۃ

گواہی کے بعض احکام ۱۷۰

گواہوں کی شرائط ۱۷۰

گواہی دینے سے بلاعذر شرعی انکار کرنا گناہ ہے ۱۷۰

فاسق انسان کی خبر یا شہادت مقبول نہیں ۱۷۱

افواہیں پھیلانا حرام ہے ۱۷۱

تہمت کے وقت اپنی صفائی پیش کرنا سنت انبیاء ہے ۱۷۱

باب الحدود والقصاص

جرم و سزا کے قوانین میں اسلامی قانون کا حکیمانہ اصول ۱۷۳

قتل کے متعلق بعض احکام ۱۷۳

حرم میں قصاص کا جواز خاص صورت میں ۱۷۵

قتل کے متعلق مزید احکام ۱۷۵

شرعی سزاؤں کی تین اقسام زناء کے متعلق حکم ۱۷۷

اجرائے حدود کے بعض احکام ۱۷۷

لعان کے احکام ۱۷۹

ضمانت کے احکام ۱۸۲

باب القضاء

جانور کسی دوسرے کے مال و جان کو نقصان پہنچا دیں تو کیا فیصلہ ہونا چاہئے ۱۸۳

کیا کسی قاضی کا فیصلہ توڑا یا بدلا جاسکتا ہے؟ ۱۸۴

باب الصید

شکار حلال ہونے کے چار شرائط ۱۸۵

شکار سے متعلق مسائل ۱۸۶

باب الحظر والاباحۃ

سیاستہ اپنے لئے جمع کا صیغہ بولنے کا حکم ۱۸۹

جو جانور کام میں سستی کرے اسے معتدل سزا دے دینا جائز ہے ۱۸۹

قمری حساب کو باقی رکھنا واجب ہے ۱۹۰

بلا ضرورت عمارت بنانا مذموم ہے ۱۹۰

مفید پیشوں کو گناہ کے استعمال میں لانا، ناجائز ہے ۱۹۰

کسی کافر کے لئے استغفار ممنوع ہے ۱۹۰
خون کے متعلق بعض احکام ۱۹۱
میتہ کے احکام ۱۹۱
اوقاف اور دوسری ملکی وملی خدمات کا معاوضہ ۱۹۳

باب الاکل والشرب

کھانا پینا بقدر ضرورت فرض ہے ۱۹۵
اشیاء عالم میں اصل اباحت وجواز ہے ۱۹۵
کھانے پینے میں اسراف جائز نہیں ۱۹۶
ایک آیت سے آٹھ مسائل شرعیہ ۱۹۶
کھانے پینے کے مسنون احکام ۱۹۷
دعوت طعام اور مہمان کے بعض آداب ۱۹۷
کچھ آداب میزبانی ومہمانی ۱۹۸
جس شہر میں حرام کھانوں کی اکثریت ہو وہاں کیا کرے؟ ۱۹۸
غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے ۱۹۹
حالت اضطرار میں دوا کے طور پر حرام چیزوں کا استعمال ۲۰۰
تحریم خنزیر ۲۰۱

باب اللباس

ریشم کے کپڑے مردوں کیلئے حرام ہیں ۲۰۲

باب حقوق المعاشرۃ

مسلمانوں کا ایک دوسرے کو سلام کرنا ۲۰۳
غیر مسلم کو سلام کرنا ۲۰۳
سفارش پر کچھ معاوضہ لینا حرام ہے ۲۰۴
سفارش کی حقیقت اور اس کے اقسام واحکام ۲۰۴
رشوت لینا سخت حرام ہے ۲۰۵

دباؤ سے چندہ یا ہدیہ لینا بھی غصب ہے ۲۰۵
ہدیہ دینے اور لینے کے احکام ۲۰۶
کسی کافر کا ہدیہ قبول کرنا، جائز ہے یا نہیں؟ ۲۰۶
والدین کیلئے دعائے رحمت ۲۰۷
والدین کی اطاعت حکم خداوندی کے خلاف جائز نہیں ۲۰۷
ہاتھ میں عصا رکھنا ۲۰۸
حقوق کے معاملہ میں رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے
جلسہ کی آوازیں کافی نہیں ۲۰۸
تعلقات کے حقوق شرعیہ ادا کرنا واجب ہے ۲۰۹
حقوق کے متعلق ضروری ہدایت ۲۰۹
خط نویسی کا بیان ۲۰۹
خط کا جواب دینا سنت انبیاء ہے ۲۱۰
خطوط میں "بسم اللہ" لکھنا ۲۱۰
خط مختصر اور بلیغ لکھنا چاہئے ۲۱۰

باب احکام المسائل الجدیدہ

صلوٰۃ وسلام کا طریقہ ۲۱۱
امتحانات کے نمبر، سند، سرٹیفکٹ اور ووٹ کے احکام ۲۱۳
باہمی مسابقت اور گھوڑ دوڑ کے احکام ۲۱۴
کھیلوں کے سامان کی خرید وفروخت کے مسائل ۲۱۴
مباح اور جائز کھیل ۲۱۵
انگریزی دواؤں کے احکام ۲۱۵
فوٹو کی تصویر بھی تصویر ہے ۲۱۵
خوش آوازی کے ساتھ بغیر مزامیر کے اشعار پڑھنا ۲۱۶
قرعہ کے مسائل ۲۱۶
قرعہ اندازی کا حکم ۲۱۷

افسروں اور ملازموں کا ڈیوٹی میں کمی کرنا	۲۱۷
ناپ تول کی کمی کا مسئلہ	۲۱۸
ناپ تول میں کمی کی ممانعت	۲۱۸
مسائل استیذان	۲۱۹
ٹیلی فون کرنے کے احکام	۲۲۵
مریض کو دوسرے کے خون دینے کی بعض شرائط	۲۲۶
کشتی، بحری جہاز اور دوسری سواریوں پر سوار ہونے کا ایک ادب	۲۲۷
باب الوصیۃ	
وصیت کے متعلق مسائل	۲۲۸
وصیت کے متعلق احکام	۲۲۹
باب المیراث	
شوہر اور بیوی کا حصہ	۲۳۱
وصیت اور احکام میراث	۲۳۳
تکملہ احکام میراث	۲۳۴
اموال یتامیٰ سے متعلق بعض مسائل	۲۳۷
یتیم کا ولی یتیم کے مال سے ضرورۃً کچھ لے سکتا ہے	۲۳۷
مال سپرد کرتے وقت گواہ بنانا	۲۳۷
یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ	۲۳۷
مرنے والے کی ملکیت میں جو کچھ بھی ہو سب اس کی وراثت کا حصہ ہے	۲۳۸
متبنّٰی کے بارے میں ایک حکم	۲۳۹
چند متفرق مسائل	۲۴۰
تمت	

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

حرف آغاز

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

والد ماجد مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی تفسیر "معارف القرآن" کو اللہ تعالیٰ نے جو غیر معمولی مقبولیت عطا فرمائی وہ کم کتابوں کو حاصل ہوتی ہے۔ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ ازراہ تواضع فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تو یہ کتاب عام فہم انداز میں عام مسلمانوں کے لیے لکھی ہے' اہل علم کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

لیکن واقعہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو اس سے جو فائدہ پہنچا وہ تو اپنی جگہ پر ہے' لیکن اس دور میں کوئی بھی عالم جو کسی علمی مشغلے میں مصروف ہے عصر حاضر کی اس عظیم تفسیر سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اور شاید یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اس وقت اردو داں دنیا میں جہاں کہیں کوئی درس قرآن ہو رہا ہے' معارف القرآن اس کے بنیادی ماخذ میں شامل ہے۔

اس تفسیر کی دوسری خصوصیات کے علاوہ ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قرآن کریم سے روزمرہ کی زندگی میں حاصل ہونے والی رہنمائی پر خاص توجہ دی گئی ہے اور ہر آیت کی تفسیر کے تحت ان مسائل واحکام کو بیان کرنے کا اہتمام والتزام کیا گیا ہے جو ہمارے جیتی جاگتی زندگی کے متعلق ہیں' اور قرآن کریم ان کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ فقہی احکام ومسائل کا جتنا ذخیرہ معارف القرآن میں آگیا ہے' وہ اردو زبان کی

دوسری تفاسیر میں موجود نہیں ہے۔

ان احکام و مسائل کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ چونکہ بالکل آخری دور میں ایک ایسے بزرگ کے لکھے ہوئے ہیں جن کی ساری عمر فقہ اور فتویٰ کے مقدس مشغلے میں گذری ہے۔ لہٰذا اس میں عصر حاضر کے بہت سے ضرورت کے مسائل آگئے ہیں۔

برادر محترم جناب محمد رضی عثمانی صاحب مدظلہم مالک دارالاشاعت کراچی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ معارف القرآن میں جتنے احکام و مسائل آئے ہیں' ان کو ایک کتاب میں فقہی ترتیب پر مرتب کر کے الگ شائع کردیا جائے تو اختصار پسند طبائع کے لیے یہ ایک مفید کتاب ہوگی۔

چنانچہ انہوں نے ہمارے محترم دوست جناب صوفی محمد اقبال قریشی صاحب زید مجدہم سے فرمائش کی کہ وہ یہ کام انجام دیں۔ انہوں نے ماشاء اللہ کافی محنت اور جانفشانی کے بعد یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ پہلے پوری کتاب کے احکام و مسائل کو یکجا کیا' پھر اسے فقہی ترتیب پر مرتب فرمایا

بعد میں احقر کی درخواست پر عزیز محترم مولانا راحت علی ہاشمی صاحب استاذ دارالعلوم کراچی نے اس پر نظر ثانی بھی فرمائی' اس میں ترتیب کے لحاظ سے بھی کچھ مناسب تبدیلیاں فرمائیں اور کچھ اضافے بھی فرمائے

الحمد للہ' اب یہ کتاب اپنی موجودہ شکل میں آپ کے سامنے ہے اس میں تمام فقہی ابواب کے تحت وہ احکام و مسائل جمع ہیں جو معارف القرآن میں آئے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب ہر طبقے کے مسلمانوں کے لیے نہایت مفید ہوگی۔ اور اس سے اسلام کی ہدایات کے تحت زندگی گذارنے میں مدد ملے گی۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حضرت مؤلف قدس سرہ' مرتبین اور ناشرین سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں اور اس کا فائدہ عام اور تام فرمائیں۔ آمین

احقر

محمد تقی عثمانی عفی عنہ
دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۱۷ ذیقعدہ ۱۴۰۸

تعارف از مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○ وعلیٰ آلہ واصحابہ وذریتہ واھل بیتہ واولیائہ اجمعین ○ برحمتک یا ارحم الراحمین ○

اما بعد :

ایک بار اس ناچیز نے مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی و مرشدی' وسیلۃ یومی وغدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ میں لکھا کہ "احقر الحمدللہ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے افادات سے مضامین وغیرہ لکھتا ہے دل چاہتا ہے کہ آپ کے افادات سے لکھا کروں" جواباً حسب معمول تحریر فرمایا۔ "اللّٰھم آمین" حق تعالیٰ شانہ نے حضرت کی دعا کی برکت سے یہ توفیق عطا فرمائی اور الحمدللہ قبل ازیں جدید مسائل کے شرعی احکام اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھپ گئی ہیں اور اب یہ احکام و مسائل کا ذخیرہ پیش خدمت ہے اگر عمر نے وفا کی' بزرگوں نے دعا کی' حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائے اور کشاکش روزگار سے فرصت ملی تو انشاء اللہ مجموعۃ الجواہر[1] قلمبند کروں گا جس میں زیادہ تر ذاتی افادات وغیرہ ہونگے حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ احسان کہ فقہ[2] کی یہ عظیم الشان خدمت کی ناچیز کو توفیق عطا فرمائی ورنہ۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح ، تیری مہربانی

---

[1] اسی طرح دلی تمنا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اشرف البیان فی العلوم والمعارف من آیات القرآن کو مکمل کرادیں جو حضرت حکیم الامت تھانوی کے مواعظ و ملفوظات سے عرصہ سے جمع کر رہا ہوں اللّٰھم آمین احقر قریشی غفرلہ

[2] دوسری توفیق حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہ نصیب فرمائی کے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے مواعظ حسنہ و ملفوظات طیبہ کے بحر بیکراں سے احکام و مسائل یکجا کرنے کی توفیق بخشی جو اشرف الاحکام کے نام سے ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر سے طبع ہو چکی ہے۔

حق تعالیٰ شانہ، محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائیں اور زاد آخرت و وسیلۂ نجات بنائیں آمین

نقول احکام کے سلسلہ میں احباب میں جناب رانا محمد اشرف صاحب ضیاء اور جناب صوفی محمد اسلم صاحب خطیب مسجد اڈہ ہارون آباد نے بڑا تعاون فرمایا اللہ انہیں جزائے عظیم عطا فرمائیں آمین۔

ہر مسئلہ کے آخر میں معارف القرآن کی جلد کا نمبر بقید صفحات کے علاوہ قرآن پاک کی سورت کے نام کے ساتھ آیت کا نمبر بھی درج کر دیا جس سے مسلک احناف کی تائید معلوم ہوگی کہ فقہ حنفی میں کلام اللہ سے کس قدر احکام و مسائل استنباط کیے گئے ہیں۔

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ ناچیز کی فلاح دارین اور خاتمہ ایمان پر ہونے کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں اور حق تعالیٰ تازیست اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرماتے رہیں۔ والسلام محتاج دعا

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء جمعۃ المبارک

بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ ہارون آباد

باب

الایمان والعقائد

اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ

مسئلہ : اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اچھا یا برا کام ایمان یا کفر اللہ تعالیٰ کی مشیت یا ارادہ کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔ اس لیے ہر چیز کے وجود میں آنے کے لیے اللہ جل شانہ کا ارادہ شرط ہے۔ البتہ رضا اور پسندیدگی حق تعالیٰ کی صرف ایمان اور اچھے کاموں سے متعلق ہوتی ہے۔ کفر و شرک اور معاصی اس کو پسند نہیں۔

(سورہ زمر آیت ۷) معارف القرآن ص ۵۴۲ ج ۷

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں

مسئلہ : سجدہ صرف خالق کائنات کا حق ہے۔ اس کے سوا کسی ستارے یا انسان وغیرہ کو سجدہ کرنا حرام ہے، خواہ وہ عبادت کی نیت سے ہو، یا محض تعظیم و تکریم کی نیت سے دونوں صورتیں باجماع امت حرام ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو عبادت کی نیت سے کسی کو سجدہ کرے گا کافر ہو جائے گا۔ اور جس نے محض تعظیم و تکریم کے لیے سجدہ کیا اس کو کافر نہ کہیں گے مگر ارتکاب حرام کا مجرم اور فاسق کہا جائے گا سجدہ عبادت تو اللہ

کے سوا کسی امت و شریعت میں حلال نہیں رہا۔ کیونکہ وہ شرک میں داخل ہے اور شرک تمام شرائع انبیاء میں حرام رہا ہے۔ البتہ کسی کو تعظیماً سجدہ کرنا، یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا۔ دنیا میں آنے سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے والد اور بھائیوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ مگر باتفاق فقہاء امت یہ حکم ان شریعتوں میں تھا۔ اسلام میں منسوخ قرار دیا گیا۔ اور غیر اللہ کو سجدہ مطلقاً حرام قرار دیا گیا۔ (سورہ حم السجدۃ آیت ۳۷ معارف القرآن ص ۶۵۴ تا ۶۵۵

مسئلہ : ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق و گناہ ہے کفر نہیں، ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا حکم مجھے دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں، یہ معارضہ بلاشبہ کفر ہے۔

(البقرہ آیت ۳۴) (معارف القرآن ج ۱ ۱۹۰)

سجدہ تعظیمی اسلام میں ممنوع ہے

امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بڑوں کی تعظیم اور تحیہ کے لیے سجدہ مباح تھا۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منسوخ ہو گیا اور بڑوں کی تعظیم کے لیے صرف سلام، مصافحہ کی اجازت دی گئی، رکوع، سجدہ، اور بہیئت نماز ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو ناجائز قرار دیا گیا۔

(سورہ بقرہ آیت ۳۴) (معارف القرآن ۱۸۸ ج ۱)

غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے

مسئلہ: باجماع امت غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے اور بعض علماء کے نزدیک کفر ہے

(سورۃ الجن آیت ۱۸) (معارف القرآن صہ ۵۸۱ ج ۸)

غیر اللہ کو رب کہنا جائز نہیں

لفظ رب اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ایسے الفاظ موہم شرک اور مشرکین کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں اس شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے الفاظ استعمال کرنا بھی ممنوع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ کوئی غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے اور کوئی آقا اپنے غلام کو بندہ نہ کہے۔

(سورۂ یوسف آیت ۲۳) (معارف القرآن ص ۳۴ ج ۵)

غیر اللہ کی طرف تخلیق کی صفت منسوب کرنا جائز نہیں

مسئلہ : "خلق" کے معنی پیدا کرنے کے ہیں جس کا مطلب ہے کسی شے کو عدم محض سے قدرت ذاتی کے بل پر وجود میں لانا۔ اس لیے یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ کسی اور کی طرف اس کی نسبت جائز نہیں۔ لہٰذا ہمارے زمانے میں جو رواج چل پڑا ہے کہ اہل قلم کے مضامین، شاعروں کے شعر اور مصوروں کی تصویروں کو ان کی "تخلیقات" کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ بالکل جائز نہیں اور نہ اہل قلم کو ان مضامین کا خالق کہنا درست ہے، خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ان کے رشحات قلم کو "کاوش" یا "مضمون" وغیرہ کہنا چاہیے "تخلیق" نہیں۔

(سورہ صٰفّٰت آیت ۱۲۵) (معارف القرآن جلد ہفتم ۴۷۴)

غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا بیکار ہے

مسئلہ : یہ بت بعض انبیاء یا فرشتے جن کو تم خدا سمجھ کر پرستش کرتے ہو اگر ان کو مصیبت کے وقت پکارو گے تو اولاً یہ تمہاری بات سن ہی نہ سکیں گے، کیونکہ بتوں میں تو سننے کی صلاحیت ہے ہی نہیں۔ انبیاء اور فرشتوں میں اگرچہ صلاحیت ہے۔ مگر نہ وہ

ہر جگہ موجود ہیں نہ ہر ایک کے کلام کو سنتے ہیں آگے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں جیسے فرشتے اور انبیاء تو پھر بھی وہ تمہاری درخواست پوری نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کو خود قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش نہیں کر سکتے

(سورۂ فاطر آیت ۱۴) معارف القرآن حصہ ہفتم ۳۲۹

غیر اللہ کے نام پر دینے کی ممانعت

مسئلہ : سانڈ وغیرہ جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ یا کوئی اور جانور مرغا، بکرا وغیرہ کسی بزرگ یا اور کسی غیر اللہ کے نامزد کر دیا جاتا ہے۔ غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کو چھوڑ دینا اور اس عمل کو موجب برکت و تقرب سمجھنا اور ان جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا معاہدہ کر لینا اس کو دائمی سمجھنا یہ سب افعال ناجائز اور ان کا کرنا گناہ ہے۔

مسئلہ : اگر کسی شخص نے جہالت یا غفلت سے کسی جانور کو کسی غیر اللہ کے ساتھ نامزد کر کے چھوڑ دیا تو اس کی توبہ یہی ہے کہ اپنے اس خیال حرمت سے رجوع کرے اور اس فعل سے توبہ کرے۔ تو پھر اس کا گوشت حلال ہو جائے گا واللہ اعلم۔

(البقرہ آیت ۱۶۸) معارف القرآن جلد اول ص ۴۱۲ تا ۴۱۳

اسماء الٰہیہ میں کج روی کی ممانعت اور اس کی مختلف صورتیں

اسماء الٰہیہ میں تحریف یا کج روی کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ نام استعمال کیا جائے جو قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں علماء حق کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات میں کسی کو یہ اختیار نہیں کہ جو چاہے نام رکھ دے یا جس صفت کے ساتھ چاہے اس کی حمد و ثنا کرے بلکہ صرف وہی الفاظ ہونا ضروری ہیں جو قرآن و سنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے بطور نام یا صفت کے ذکر کئے گئے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو کریم کہہ سکتے ہیں سخی نہیں کہہ سکتے۔ نور کہہ سکتے ہیں۔ ابیض نہیں

کہہ سکتے۔ شافی کہہ سکتے ہیں۔ طبیب نہیں کہہ سکتے، کیونکہ یہ دوسرے الفاظ منقول نہیں۔ اگرچہ انہی الفاظ کے ہم معنی ہیں۔ دوسری صورت الحاد فی الاسماء کی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ ان میں سے کسی نام کو نامناسب سمجھ کر چھوڑ دے۔ اس کا بے ادبی ہونا ظاہر ہے۔

کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے مخصوص نام سے موسوم یا مخاطب کرنا جائز نہیں

تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مخصوص ناموں کو کسی دوسرے شخص کے لیے استعمال کرے۔ مگر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اسماء حسنیٰ میں سے بعض نام ایسے بھی ہیں۔ جن کو خود قرآن و حدیث میں دوسرے لوگوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اور بعض وہ ہیں۔ جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے لیے استعمال کرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ تو جن ناموں کا استعمال غیر اللہ کے لیے قرآن و حدیث سے ثابت ہے وہ نام تو اوروں کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں جیسے رحیم۔ کریم۔ رشید۔ علی۔ عزیز وغیرہ اور اسماء حسنیٰ میں سے وہ نام جن کا غیر اللہ کے لیے استعمال کرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں ان کو غیر اللہ کے لیے استعمال کرنا الحادِ مذکور میں داخل اور ناجائز حرام ہے۔

مثلاً رحمٰن ۔ سبحان ۔ رزاق ۔ خالق ۔ غفار ۔ قدوس وغیرہ۔ پھر ان مخصوص ناموں کو غیر اللہ کے لیے استعمال کرنا اگر کسی غلط عقیدہ کی بناء پر ہے کہ اس کو ہی خالق یا رازق سمجھ کر ان الفاظ سے خطاب کر رہا ہے۔ تب ایسا کہنا کفر ہے۔ اور اگر عقیدہ غلط نہیں محض بے فکری یا بے سمجھی سے کسی شخص کو خالق۔ رزاق یا رحمٰن۔ سبحان کہہ دیا تو اگرچہ کفر نہیں مگر مشرکانہ الفاظ ہونے کی وجہ سے گناہ شدید ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں۔ کچھ لوگ تو وہ ہیں۔ جنہوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے ان کی صورت و سیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا۔ نام سے پتہ چل جاتا تھا۔ ان نئے نام انگریزی طرز کے رکھے

جانے لگے۔ لڑکیوں کے نام خواتین اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ' عائشہ' فاطمہ کے بجائے نسیم' شمیم' شہناز' نجمہ' پروین ہونے لگے۔ اس سے زیادہ افسوس ناک یہ ہے کہ جن لوگوں کے اسلامی نام ہیں۔ عبدالرحمن' عبدالخالق' عبدالرزاق' عبدالغفار' عبدالقدوس' وغیرہ۔ ان میں تخفیف کا یہ غلط طریقہ اختیار کرلیا گیا۔ کہ صرف آخری لفظ ان کے نام کی جگہ پکارا جاتا ہے۔ رحمن' خالق' رزاق' غفار کا خطاب انسانوں کو دیا جارہا ہے۔ اور اس سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ قدرت اللہ کو اللہ صاحب۔ اور قدرت خدا کو خدا صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سب ناجائز و حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جتنی مرتبہ یہ لفظ پکارا جاتا ہے۔ اتنی ہی مرتبہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا۔ (سورہ اعراف آیت ۱۸۰ معارف القرآن حصہ چہارم ص ۱۳۱ تا ۱۳۲)

یٰسین کسی کا نام رکھنا کیسا ہے

امام مالک نے اس کو اس لیے پسند نہیں کیا کہ ان کے نزدیک یہ اسماء الٰہیہ میں سے ہے۔ اور اس کے صحیح معنی معلوم نہیں اس لیے ممکن ہے کہ کوئی ایسی معنی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جیسے خالق' رازق' وغیرہ البتہ اس لفظ کو یاسین کے رسم الخط سے لکھا جائے تو یہ کسی انسان کا نام رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں آیا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (ابن عربی) (سورہ یٰسٓ آیت ۱)

معارف القرآن حصہ ہفتم ص ۳۶۳

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے

مسئلہ: شریعت مطہرہ کا فیصلہ خود آپ ؐ کا فیصلہ ہے۔ آپ کا فیصلہ صرف آپ کے عہد مبارک کے ساتھ مخصوص نہیں۔

مسئلہ: ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب بھی کسی مسئلہ میں باہم اختلاف کی نوبت

آئے تو باہم جھگڑتے رہنے کی بجائے دونوں فریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کرکے اس کا حل تلاش کریں۔

مسئلہ: جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً یا عملاً ثابت ہو اس کے کرنے سے دل میں تنگی محسوس کرنا ضعف ایمان کی علامت ہے۔ مثلاً جہاں شریعت نے تیمم کرکے نماز پڑھنے کی اجازت دی وہاں تیمم کرنے پر جس شخص کا دل راضی نہ ہو وہ اس کو تقویٰ نہ سمجھے بلکہ اپنے دل کا روگ سمجھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی متقی نہیں ہو سکتا۔ جس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ اور خود بیٹھ کر ادا فرمائی' اگر کسی شخص کا دل اس پر راضی نہ ہو اور ناقابل برداشت محنت و مشقت اٹھا کر ہی نماز ادا کرے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے دل میں روگ ہے۔ ہاں معمولی ضرورت یا تکلیف کے وقت اگر رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہی درست ہے۔ مگر مطلقاً شرعی رخصتوں سے تنگ دلی محسوس کرنا کوئی تقویٰ نہیں

(سورہ نساء آیت ۶۵) معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۱ تا ۴۶۳

مسئلہ: حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مثل حکم قرآن کے واجب التعمیل ہے۔ (سورۃ الحشر آیت ۱۰)

معارف القرآن ج ۸ ص ۳۷۰

ارتداد کے متعلق چند مسائل

مسئلہ: دنیا میں اعمال کا ضائع ہونا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا۔ حالت اسلام میں نماز' روزہ جو کچھ کیا تھا سب کالعدم ہو جاتا ہے۔ مرنے کے بعد جنازے کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ مسلمانوں کے مقابر میں دفن نہیں ہوتا اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ عبادت میں ثواب نہیں ملتا۔ ابدالآباد کے لیے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر یہ شخص پھر مسلمان ہو جاوے تو آخرت میں دوزخ سے بچنے اور دنیا میں

آئندہ کے لیے احکام اسلام کا جاری ہونا تو یقینی ہے۔ لیکن دنیا میں اگر حج کر چکا تو بشرط وسعت دوبارہ اس کا فرض ہونا یا نہ ہونا اور آخرت میں پچھلے نماز روزہ کے ثواب کا عود کرنا اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ دوبارہ حج کو فرض کہتے ہیں۔ اور گذشتہ نماز روزہ پر ثواب ملنے کے قائل نہیں اور امام شافعیؒ دونوں امر میں اختلاف کرتے ہیں۔

مسئلہ : لیکن جو کافر اصلی ہو اور اس حالت میں کوئی نیک کام کر لے اس کا ثواب معلق رہتا ہے اگر کبھی اسلام لے آیا سب پر ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کفر پر مر گیا تو سب بیکار جاتا ہے۔ حدیث میں اسلمت علی ما سلفت من خیر اسی معنی میں وارد ہے۔

مسئلہ : غرض مرتد کی حالت کافر اصلی سے بدتر ہے۔ اسی واسطے کافر اصلی سے جزیہ قبول ہو سکتا ہے۔ اور مرتد اگر اسلام نہ لاوے اگر مرد ہے قتل کر دیا جاتا ہے اگر عورت ہے تو دوام حبس کی سزا دی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے اسلام کی اہانت ہوئی ہے۔ سرکاری اہانت اسی سزا کے لائق ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۱۷) معارف القرآن حصہ اول ص ۵۳۰ تا ۵۳۱)

کفر کی ایک خاص قسم الحاد ہے اسکی تعریف اقسام اور احکام

مسئلہ : قرآن و حدیث کی اصطلاح میں آیات قرآنی سے عدول و انحراف کو الحاد کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے اعتبار سے تو یہ عام ہے صراحۃً کھلے طور پر انکار و انحراف کرے یا تاویلات فاسدہ کے بہانے سے انحراف کرے لیکن عام طور سے الحاد ایسے انحراف کو کہتے ہیں کہ ظاہر میں تو قرآن اور اس کی آیات پر ایمان و تصدیق کا دعویٰ کرے مگر ان کے معنی اپنی طرف سے ایسے گھڑے جو قرآن و سنت کی نصوص اور جمہور امت کے خلاف ہو۔ اور جس سے قرآن کا مقصد ہی الٹ جائے۔

ایک مغالطہ کا ازالہ :- اسی لیے علماء و فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ تاویل جو تکفیر سے مانع ہوتی ہے اس کی شرط یہ ہے کہ وہ ضروریات دین میں ان کے مفہوم قطعی کے خلاف نہ ہو۔ ضروریات دین سے مراد وہ احکام و مسائل ہیں جو اسلام

اور مسلمانوں میں اتنے متواتر اور مشہور ہوں کہ مسلمانوں کے ان پڑھ جاہلوں تک کو بھی ان سے واقفیت ہو جیسے پانچ نمازوں کا فرض ہونا۔ صبح کی دو ظہر کی چار رکعت کا فرض ہونا رمضان کے روزے فرض ہونا۔ سود۔ شراب۔ خنزیر۔ حرام ہونا وغیرہ اگر کوئی شخص ان مسائل سے متعلق آیات قرآن میں ایسی تاویل کرے۔ جس سے مسلمانوں کا متواتر اور مشہور مفہوم الٹ جائے۔ وہ بلا شبہ باجماع امت کافر ہے۔ کیونکہ وہ در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے انکار ہے۔ اور ایمان کی تعریف جمہور امت کے نزدیک یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا ان تمام امور میں جن کا بیان کرنا اور حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرورۃً ثابت ہو یعنی ایسا یقینی ثابت ہو کہ علماء کے سوا عوام بھی اسے جانتے ہوں اس کے کفر کی تعریف اس کے مقابل نہ ہوگی کہ جن چیزوں کا لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضروری اور قطعی طور پر ثابت ہو ان میں سے کسی کا انکار کفر ہے تو جو شخص ایسی ضروریات دین میں تاویل کر کے اس حکم کو بدلے وہ آپ کی لائی ہوئی تعلیم کا انکار کرتا ہے۔

(سورہ حم السجدہ آیت ۴۰) معارف القرآن ۶۵۹ تا ۶۶۵ ج ۷

آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منکر کافر ہے

مسئلہ:- مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لیے آسمان پر زندہ اٹھا لیا نہ ان کو قتل کیا جا سکا۔ نہ سولی پر چڑھایا جا سکا وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر یہودیوں پر فتح پائیں گے اور آخر میں طبعی موت سے وفات پائیں گے۔ اسی عقیدہ پر تمام امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے۔ (سورہ آل عمران آیت ۵۵)۔

تفصیل کے لیے معارف القرآن ج ۲ ص ۸۷ تا ۹۱ ملاحظہ فرمائیے۔

آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے جس کا منکر کافر ہے۔ (سورہ نساء آیت ۱۵۵ تا ۱۵۹) معارف القرآن ص ۶۰۵ ج ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچانا کفر ہے

مسئلہ : جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچائے آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا۔ اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی (کذا قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری)۔

مسئلہ : عام مومنین کو ایذا پہونچانے کے حرام اور بہتان عظیم ہونے کو بیان کیا ہے۔ جب کہ وہ شرعًا اس کے مستحق نہ ہوں تمام مومنین میں یہ قید اس لیے لگائی کہ ان میں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کے بدلے میں اس کو ایذاء دینا شرعًا جائز ہے۔ (سورہ احزاب آیت ۵۸) معارف القرآن ص ۲۲۹ ج ۷

علم غیب کلی کی غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا کھلا شرک ہے

مسئلہ : رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے برابر تمام کائنات کا علم محیط نہ تھا۔ جیسے بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ جتنا علم حق تعالیٰ عطا فرماتے وہ مل جاتا تھا ہاں اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم عطا ہوا وہ ساری مخلوقات کے علم سے زاید ہے (سورہ نساء آیت ۱۱۳) معارف القرآن ص ۵۳۲ ج ۲

مسئلہ : بعض ناواقف غیب اور انباء الغیب میں فرق نہیں سمجھتے اس لیے وہ انبیاء اور خصوصًا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب' ہر ہر ذرہ کائنات کا علم رکھنے والا کہتے ہیں۔ جو کھلا ہوا شرک ہے رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اگر کوئی شخص اپنا خفیہ

راز کسی اپنے دوست کو بتلا دے جو اور کسی کے علم میں نہ ہو تو اس سے دنیا میں کوئی بھی اس دوست کا عالم الغیب نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو ہزاروں غیب کی چیزوں کا بذریعہ وحی بتلا دینا ان کو عالم الغیب نہیں بنا دیتا خوب سمجھ لیا جائے۔ (سورۃ الجن آیت ۲۷) معارف القرآن ص ۵۸۲ ج ۸

مجبوری میں کلمہ کفر کہنا

مسئلہ : جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کر دیا گیا کہ اگر یہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور یہ بھی بظن غالب معلوم ہو کہ دھمکی دینے والے کو اس پر پوری قدرت حاصل ہے۔ تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو اور اس کلمہ کو باطل اور برا جانتا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی۔ (قرطبی و مظہری) (سورۂ نحل آیت ۱۰۶) معارف القرآن ص ۳۹۴ ج ۵

دہر یا زمانے کو برا کہنا اچھا نہیں

مسئلہ : کفار و مشرکین زمانے کی گردش ہی کو ساری کائنات اور ان کے سارے حالات کی علت قرار دیتے تھے۔ اور اسی طرح منسوب کرتے تھے۔ جیسا کہ اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ درحقیقت یہ سب افعال اللہ تعالیٰ کی قدرت و ارادے سے ہوتے ہیں۔ اسی لیے احادیث صحیح میں دہر یا زمانے کو برا کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ کفار جس قوت کو دہر کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ قوت و قدرت حق تعالیٰ ہی کی ہے۔ اس لیے دہر کو برا کہنے کا نتیجہ درحقیقت خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دہر کو برا نہ کہو۔ کیونکہ دہر درحقیقت اللہ ہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ جاہل جس کام کو دہر کا کام کہتے ہیں۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی قوت و قدرت کا کام ہے۔ دہر کوئی چیز نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ دہر اللہ تعالیٰ کے ناموں

میں سے کوئی نام ہو کیونکہ یہاں مجازاً اللہ تعالیٰ کو دہر کہا گیا ہے۔

(سورۃ الجاثیہ آیت ۲۴) معارف القرآن ہفتم ۷۸۸

موت اور مسئلہ تقدیر

مسئلہ : اگر کوئی شخص موت سے فرار کے لیے نہیں بلکہ اپنی کسی ضرورت سے دوسری جگہ چلا جائے تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا عقیدہ اپنی جگہ پختہ ہو کہ یہاں سے دوسری جگہ چلا جانا مجھے موت سے نجات نہیں دے سکتا اگر میرا وقت آگیا ہے تو جہاں جاؤں گا موت لازمی ہے اور وقت نہیں آیا تو یہاں رہنے سے بھی موت نہیں آئے گی۔ یہ عقیدہ پختہ رکھتے ہوئے محض آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے یہاں سے چلا جائے تو وہ بھی ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔ اسی طرح کوئی کسی ضرورت سے اس جگہ میں داخل ہو جہاں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ اور عقیدہ اس کا پختہ ہو کہ یہاں آنے سے موت نہیں آئے گی۔ اور اللہ کی مشیت کے تابع ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے وہاں جانا بھی جائز ہوگا۔ بخوف موت جہاد سے بھاگنا حرام ہے۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۳) معارف القرآن حصہ اول ص ۵۹۸ تا ۵۹۹

موت سے فرار کے احکام

جو چیزیں عادۃً موت کا سبب ہوتی ہیں، ان سے فرار مقتضائے عقل بھی ہے۔ مقتضائے شرع بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھکی ہوئی دیوار کے نیچے سے گزرے تو تیزی کے ساتھ نکل گئے اسی طرح کہیں آگ لگ جائے وہاں سے نہ بھاگنا عقل اور شرع دونوں کے خلاف ہے۔ مگر وہ فرار من الموت جس کی مذمت آیت۔ مذکورہ میں وارد ہوئی ہے اس میں داخل نہیں جب کہ عقیدہ سالم ہو اور یہ جانتا ہو کہ

۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ (سورۃ الجمعہ آیت ۸)

جس وقت موت آئے گی تو میرا بھاگنا مجھے بچا نہ سکے گا۔ مگر چونکہ اس کو معلوم نہیں کہ یہ آگ یا زہر یا کوئی دوسری مہلک چیز متعین طور پر میری موت اس میں لکھ دی گئی ہے اس لیے اس سے بھاگنا فرار من الموت جو مذموم ہے۔ اس میں داخل نہیں۔

(سورۃ الجمعہ آیت ۸) ص معارف القرآن ۴۳۸ ج ۸

نبی کی حکم عدولی گمراہی ہے

مسئلہ : جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کسی کام کا حکم بطور وجوب دیدیں تو اس پر وہ کام کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو نہ کرنے کا اختیار شرعاً نہیں رہتا اگرچہ فی نفسہٖ وہ کام شرعاً واجب و ضروری نہ ہو۔ مگر جس کو آپ نے حکم دیدیا اس کے ذمہ لازم و واجب ہو جاتا ہے۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کو کھلی گمراہی فرمایا ہے۔

(سورۃ احزاب آیت ۳۶) معارف القران حصہ ہفتم ص ۱۴۹

مُنکرِ رسالت مُنکرِ خدا ہے

مسئلہ : جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر ہو یا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا منکر ہو وہ اگرچہ بظاہر خدا کی عظمت و وجود کا انکار نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ منکرین خدا ہی کی فہرست میں شمار ہوتا ہے۔

(البقرہ آیت ۲۸) معارف القرآن ص ۱۷۳ ج ۱

مسئلہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف اتباع کافی نہیں آپ کا ادب و احترام اور محبت بھی فرض ہے۔ (سورۃ اعراف آیت ۱۵۷) معارف القرآن ص ۸۷ ج ۴

روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت بلند آواز سے سلام و کلام کرنا ممنوع ہے

مسئلہ : قاضی ابوبکر ابن عربی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب آپؐ کی وفات کے بعد ایسا ہی واجب ہے جیسا حیات میں تھا۔ اسی لیے بعض علماء نے فرمایا کہ آپؐ کی قبر شریف کے سامنے بھی زیادہ بلند آواز سے سلام و کلام کرنا ادب کے خلاف ہے' اسی طرح جس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھی یا بیان کی جا رہی ہوں اس میں بھی شور و شغب کرنا بے ادبی ہے کیونکہ آپؐ کا کلام جس وقت آپؐ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہا ہے اس وقت سب کے لیے خاموش ہو کر اس کا سننا واجب و ضروری تھا۔ اسی طرح بعد وفات جس مجلس میں آپؐ کا کلام سنایا جاتا ہو وہاں شور و شغب کرنا بے ادبی ہے۔ (سورۃ الحجرات آیت ۲) معارف القرآن ج ۸ ص ۱۰۱)

مسئلہ : جس چیز کو شریعت اسلام نے ضروری یا عبادت نہ سمجھا ہو اس کو اپنی طرف سے ضروری اور عبادت سمجھ لینا جائز نہیں اسی طرح جو چیز شرعاً جائز ہو اس کو گناہ سمجھنا بھی گناہ ہے۔ (البقرہ آیت ۱۸۹)

(معارف القرآن ص ۴۶۸ ج ۱)

صحابہ کرامؓ پر طعن و تشنیع اور ان کی لغزشوں میں غور و بحث کرنا بدبختی ہے

مسئلہ : تفسیر مظہری میں فرمایا کہ جن اخیار امت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے غفران و مغفرت کا یہ اعلان فرما دیا ہے اگر ان سے کوئی لغزش یا گناہ ہوا بھی ہے تو یہ آیت (لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ) اس کی معافی کا اعلان ہے پھر ان کے ایسے معاملات کو جو مستحسن نہیں ہیں غور و فکر اور بحث و مباحثہ کا میدان بنانا

بدبختی اور بظاہر اس آیت کی مخالفت ہے یہ آیت روافض کے قول کی واضح تردید ہے۔ جو ابوبکرؓ و عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ پر کفر و نفاق کے الزام لگاتے ہیں۔
(سورۃ الفتح آیت ۱۸) معارف القرآن ج ۸ ص ۸۱۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں پوری اُمت کا اجماعی عقیدہ

تمام صحابہ کرامؓ کی تعظیم و تکریم' ان سے محبت رکھنا' ان کی مدح و ثنا کرنا واجب ہے اور ان کے آپس میں جو اختلافات اور مشاجرات پیش آئے ان کے معاملہ میں سکوت کرنا' کسی کو مورد الزام نہ بنانا لازم ہے۔ عقائد اسلامیہ کی تمام کتابوں میں اس اجماعی عقیدہ کی تصریحات موجود ہیں (سورۃ حدید آیت ۱۱) مزید دلائل کے لیے معارف القرآن ص ۳۰۰ تا ۳۰۱ ج ۸ ملاحظہ فرمائیے۔

مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں حکم

یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابیؓ کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے اس لیے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی۔ یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے باہمی اختلافات سے کفِ لسان کریں۔ اور ہمیشہ ان کا ذکر بہترین طریقے پر کریں کیونکہ صحابیت بڑی حرمت کی چیز ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی کہ اللہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے۔ اور ان سے راضی ہے۔ (سورۃ الحجرات آیت ۹) (معارف القرآن ۱۱۳ ج ۸)

باب

العلم

علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائد صحیح کا علم حاصل کرے اور طہارت و نجاست کے احکام سیکھے نماز، روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض اور واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے۔ جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے، جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کے احکام و مسائل معلوم کرے جس کو حج پر قدرت ہے اس کے لیے فرض عین ہے کہ حج کے احکام و مسائل معلوم کرے جس کو بیع و شراء کرنا پڑے یا تجارت وصیت یا مزدوری یا اجرت کے کام کرنے پڑیں اس پر فرض عین ہے کہ بیع و اجارہ وغیرہ کے مسائل و احکام سیکھے۔ جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام و مسائل اور طلاق کے احکام و مسائل معلوم کرے غرض جو شریعت نے ہر انسان کے ذمہ فرض و واجب کئے ہیں ان کے احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اعمال باطنہ کا علم جس کو عرف میں علم تصوف کہا جاتا ہے یہ باطنی اعمال بھی ہر شخص پر فرض عین

ہیں۔ آج کل جس کو علم تصوف کہا جاتا ہے وہ بھی بہت سے علوم و معارف و مکاشفات واردات کا مجموعہ بن گیا ہے۔ اس جگہ فرض عین سے مراد اس کا صرف وہ حصہ ہے جس میں اعمال باطنہ فرض و واجب کی تفصیل ہے۔ مثلاً عقائد صحیحہ جس کا تعلق باطن سے ہے۔ صبر شکر توکل قناعت وغیرہ ایک خاص درجے میں فرض عین ہیں غرور تکبر حسد بغض بخل حرص دنیا وغیرہ از روئے قرآن و سنت حرام ہیں۔ ان کی حقیقت اور اس کے حاصل کرنے یا حرام چیزوں سے بچنے کے طریقے معلوم کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ علم تصوف کی اصل بنیاد اتنی ہی ہے، جو فرض عین ہے۔

فرض کفایہ : پورے قرآن مجید کے معانی و مسائل کو سمجھنا، تمام احادیث کو سمجھنا اور ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان پیدا کرنا، قرآن و سنت سے جو احکام نکلتے ہیں ان سب کا علم حاصل کرنا اس میں صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے اقوال و آثار سے واقف ہونا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر اور سارا وقت اس میں خرچ کر کے بھی پورا حاصل کرنا آسان نہیں اس لیے شریعت نے اس علم کو فرض کفایہ قرار دیا کہ بقدر ضرورت کچھ لوگ یہ سب علوم حاصل کرلیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہو جائیں۔

علم دین کا نصاب : انسان ان تمام باتوں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لیے ضروری ہے اور ان تمام باتوں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لیے ضروری ہے اور دین کی سمجھ بوجھ جن ذرائع سے حاصل ہو وہ ذرائع خواہ کتابیں یا اساتذہ کی صحبت۔ ذرائع علم دین کے نصابی اجزاء ہیں۔ ملخصاً۔

علم دین کا اظہار اور پھیلانا واجب ہے اور اس کا چھپانا سخت حرام ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص دین کے کسی حکم کا علم رکھتا ہے۔ اور اس سے وہ حکم دریافت کیا جائے اگر اس کو چھپائے گا تو قیامت کے روز اس کے منہ میں آگ کا لگام ڈالا جائے گا" (قرطبی)

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ یہ وعید اس صورت میں ہے جب کہ اس کے سوا کوئی دوسرا آدمی مسئلہ کا بیان کرنے والا وہاں موجود نہ ہو۔ اگر دوسرے علماء بھی موجود ہوں تو گنجائش ہے کہ یہ کہہ دے کہ دوسرے علماء سے دریافت کرلو۔ (قرطبی، جصاص)

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ جس کو خود صحیح علم حاصل نہیں اس کو مسائل واحکام بتلانے کی جرأت نہیں کرنا چاہئے۔

تیسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ علم چھپانے کی یہ سخت وعید انہیں علوم ومسائل کے متعلق ہے، جو قرآن وسنت میں واضح بیان کئے گئے ہیں اور جن کے ظاہر اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔ وہ باریک اور دقیق مسائل جو عوام نہ سمجھ سکیں بلکہ خطرہ ہو کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تو ایسے مسائل واحکام کا عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے اور وہ کتمان علم کے حکم میں نہیں ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۵۹) (معارف القرآن ص ۴۰۲، ۴۰۳ ج ۱)

شاگرد پر استاد کا اتباع لازم ہے

تحصیل علم کا ادب یہی ہے کہ شاگرد اپنے استاد کی تعظیم وتکریم اور اتباع کرے اگرچہ شاگرد اپنے استاذ سے افضل واعلیٰ بھی ہو

(سورہ کہف آیت ۷۰) معارف القرآن ص ۶۰ ج ۵

عالم یا مفتی کو ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں

امام جصاصؒ نے فرمایا کہ مفتی اور عالم کے لیے ضروری نہیں کہ سائل کے ہر سوال اور اس کی ہر شق کا جواب ضرور دے بلکہ دینی مصالح پر نظر رکھ کر جواب دینا چاہئے جو جواب مخاطب کے فہم سے بالاتر ہو یا اس کے غلط فہمی میں پڑجانے کا خطرہ ہو اس کا جواب نہیں دینا چاہئے۔ اسی طرح بے ضرورت اور لایعنی سوالات کا جواب بھی نہیں دینا چاہئے البتہ جس شخص کو کوئی واقعہ پیش آیا جس کے متعلق اس کو کچھ عمل کرنا لازم ہے اور وہ خود عالم نہیں تو مفتی اور عالم کو اپنے علم کے مطابق اس کا جواب دینا ضروری

ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۵) (معارف القرآن ص ۵۱۵ ج ۵)

علم نجوم کی شرعی حیثیت

علم نجوم کے ممنوع ومذموم ہونے کی پہلی حکمت یہ ہے کہ جب اس علم میں انسان کا انہماک بڑھتا ہے تو تجربہ یہ ہے کہ وہ رفتہ رفتہ ستاروں کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے۔ اور یہ چیز اسے کشاں کشاں ستاروں کے موثر حقیقی ہونے کے مشرکانہ عقیدہ کی طرف لے جاتی ہے

دوسری حکمت یہ ہے کہ اگر ستاروں میں اللہ تعالیٰ نے کچھ خواص و آثار رکھے بھی ہوں تو ان کے یقینی علم کا ہمارے پاس سوائے وحی کے کوئی راستہ نہیں ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا کوئی علم عطا فرمایا تھا۔ لیکن اب وہ علم جس کی بنیاد وحی الٰہی پر تھی۔ دنیا سے مٹ چکا ہے۔ اب علم نجوم کے ماہرین کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ محض قیاسیات اندازے اور تخمینے ہیں جس سے کوئی یقینی علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نجومیوں کی بے شمار پیشین گوئیاں آئے دن غلط ثابت ہوتی رہتی ہیں۔

علم نجوم کی ممانعت کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ عمر عزیز کو ایک بے فائدہ کام میں صرف کرنے کے مرادف ہے، جب اس سے کوئی نتیجہ یقینی طور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا تو ظاہر ہے کہ دنیا کے کاموں میں یہ علم چنداں مددگار نہیں ہو سکتا اب خواہ مخواہ ایک بے فائدہ چیز کے پیچھے پڑنا اسلامی شریعت کی روح اور مزاج کے بالکل خلاف ہے اس لیے اس کو ممنوع کردیا گیا ہے۔ (سورہ صٰفّٰت آیت ۸۸)

مزید تفصیل کے لیے معارف القرآن جلد ہفتم ص ۴۴۹ تا ۴۵۳ ملاحظہ فرمائیں۔

عالم مقتداء کے لیے ایک ضروری حکم

مسئلہ : عالم مقتداء کو اس کی بھی فکر رہنی چاہئے کہ اس کی طرف سے لوگوں میں

بدگمانی پیدا نہ ہو' اگرچہ وہ بدگمانی سراسر غلط ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدگمانی خواہ کسی جہالت یا کم فہمی ہی کے سبب سے ہو بہر حال ان کی دعوت و ارشاد کے کام میں خلل انداز ہوتی ہے لوگوں میں اس کی بات کا وزن نہیں رہتا (قرطبی) (سورۂ یوسف آیت ۵۲) معارف القرآن ص ۷۰ ج ۵۔

عالم کے فرائض : علم دین حاصل کرنے کے بعد عالم کا فرض انذار ہے جو درحقیقت وراثت نبوت کا جز ہے مگر انذار میں طرز بیان اور لب و لہجہ سے شفقت و رحمت اور خیر خواہی مترشح ہو جس سے مخاطب کو یقین ہو کہ اس کلام کا مقصد نہ مجھے رسوا و بدنام کرنا ہے نہ اپنے دل کا غبار نکالنا۔ بلکہ جس چیز کو میرے لیے ضروری اور مفید سمجھتا ہے محبت سے بتلا رہا ہے۔ (سورہ توبہ آیت ۱۳۱) (معارف القرآن ص ۴۸۹ تا ۴۹۱ ج ۴)

ائمہ مجتہدین کے فروعی اختلافات تفرق ممنوع میں داخل نہیں

مسئلہ : فروعی مسائل میں جہاں قرآن و حدیث میں کوئی واضح حکم موجود نہیں یا نصوص قرآن و سنت میں کوئی ظاہری تعارض ہے وہاں ائمہ مجتہدین کا اپنے اپنے اجتہاد سے کوئی حکم متعین کرلینا جس میں باہم اختلاف ہونا۔ اختلاف رائے و نظر کی بنا پر لازمی ہے۔ اس تفرق ممنوع ؎ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایسا اختلاف صحابہ کرامؓ میں خود

؎ تفرق ممنوع سے یہاں مراد وہ احکام الٰہیہ ہیں جو سب انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں مشترک اور متفق چلے آئے ہیں۔ یعنی اصول عقائد توحید رسالت آخرت پر ایمان اور اصول عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ کی نیز چوری ڈاکہ زنا جھوٹ فریب اور دوسروں کو بلاوجہ شرعی ایذا دینے وغیرہ اور عہد شکنی کی حرمت ہے جو سب ادیان سماویہ میں مشترک اور متفق علیہ چلے آرہے ہیں۔ انہیں میں تفرق و اختلاف اور موجب ہلاکت امم ہے۔ (معارف القرآن جلد ہفتم ص ۶۷۸)

عہد رسالت سے چلا آتا ہے۔ اور وہ باتفاق فقہاء رحمت ہے۔ (سورہ شوریٰ آیت ۱۴) (معارف القرآن حصہ ہفتم ص ۶۷۹)۔

اجتہادی اختلافات میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی اس پر نکیر جائز نہیں

اجتہادی اختلاف شرعی اجتہاد کی تعریف میں داخل ہے اس میں اپنے اپنے اجتہاد سے جس امام نے جو جانب اختیار کرلی اگرچہ عنداللہ اس میں سے صواب اور صحیح صرف ایک ہے۔ دوسرا خطاء ہے۔ لیکن یہ صواب و خطاء کا فیصلہ صرف حق تعالیٰ کے کرنے کا ہے۔ وہ محشر میں بذریعہ اجتہاد صواب پر پہنچنے والے عالم کو دوہرا ثواب عطا فرمائیں گے۔ اور جس کے اجتہاد نے خطاء کی ہے۔ اس کو ایک ثواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اجتہادی اختلاف میں یہ کہنے کا حق نہیں کہ یقینی طور پر یہ صحیح ہے دوسرا غلط ہے۔ ہاں اپنی فہم و بصیرت کی حد تک ان دونوں میں جس کو وہ اقرب الی القرآن والسنۃ سمجھے اس کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک یہ صواب ہے۔ مگر احتمال خطا کا بھی ہے اور دوسری جانب خطاء ہے۔ مگر احتمال صواب کا بھی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو تمام ائمہ فقہاء میں مسلّم ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اجتہادی اختلاف میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ماتحت اس پر نکیر کیا جائے اور جب وہ منکر نہیں تو غیر منکر پہ نکیر خود امر منکر ہے اس سے پرہیز لازم ہے۔ یہ وہ بات ہے جس میں آج کل بہت سے اہل علم بھی غفلت میں مبتلا ہیں۔ اپنے مخالف نظریہ رکھنے والوں پر تبرا اور سب و شتم سے بھی پرہیز نہیں کرتے جس کا نتیجہ مسلمانوں میں جنگ و جدل اور انتشار اور اختلاف کی صورت میں جگہ جگہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔

اسلاف امت میں کبھی نہیں سنا گیا کہ اجتہاد اختلاف کی بناء پر اپنے سے مختلف نظریہ رکھنے والوں پر اس طرح نکیر کیا گیا ہو مثلاً امام شافعیؒ اور دوسرے ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ جو نماز جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھی جائے اس میں بھی مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ جو اس فرض کو ادا نہیں کرے گا۔ اس کی نماز ان کے نزدیک نہیں ہوگی۔ اس کے بالمقابل امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے

فاتحہ پڑھنا جائز نہیں اس لیے حنفیہ نہیں پڑھتے لیکن پوری امت کی تاریخ میں کسی سے نہیں سنا گیا کہ شافعی مذہب والے حنفیوں کو تارک نماز کہتے ہوں کہ تمہاری نماز نہیں ہوگی اس لیے تم بے نمازی ہو یا ان پر اسی طرح نکیر کرتے ہوں جیسے منکرات شرعیہ پر نکیر کی جاتی ہے۔ (سورۂ آل عمران آیت ۱۰۵)

(معارف القرآن ص ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵ ج ۲)

جاہل کو عالم کی تقلید واجب ہے

مسئلہ : تفسیر قرطبی میں فرمایا کہ اس آیت (سورۃ الانبیاء آیت ۷) سے معلوم ہوا کہ جاہل آدمی جس کو احکام شریعت معلوم نہ ہوں اس پر عالم کی تقلید واجب ہے کہ عالم سے دریافت کرکے اس کے مطابق عمل کرے۔

(معارف القرآن ص ۱۷۱ ج ۶)

مسئلہ : نا اہل کو مقتدا بنانا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ قرآن کریم نے اقتداء کا معیار دو چیزوں کو بنایا ہے۔ علم اور اقتداء علم سے مراد منزل مقصود اور اس کے طریقوں کا جاننا ہے اور اہتداء سے مراد اس مقصد کی راہ پر چلنا یعنی صحیح علم پر عمل مستقیم۔

(سورہ مائدہ آیت ۱۰۵) معارف القرآن ص ۲۴۹، ۲۵۰ ج ۳۔

مسئلہ : حق بات کو چھپانا یا اس میں خلط ملط کرنا حرام ہے۔ آیت وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ سے ثابت ہوا کہ حق بات کو غلط باتوں کے ساتھ گڈمڈ کرکے اس طرح پیش کرنا جس سے مخاطب مغالطہ میں پڑ جائے۔ جائز نہیں۔ اسی طرح کسی خوف یا طمع کی وجہ سے حق بات کا چھپانا بھی حرام ہے۔

(سورہ البقرہ آیت ۴۲ معارف القرآن ص ۲۰۸ ج ۱)

باب

آداب القرآن

قرآن مجید کو ہاتھ سے چھونے کے لیے طہارت شرط ہے

مسئلہ : جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لیے طہارت شرط ہے اس کے خلاف گناہ ہے ظاہری نجاست سے ہاتھ کا پاک ہونا' باوضو ہونا' حالت جنابت میں نہ ہونا سب اس میں داخل ہے۔

مسئلہ : قرآن مجید کا غلاف جو جلد کے ساتھ سلا ہوا ہو وہ بھی بحکم قرآن ہے اس کو بھی بغیر وضو و بغیر طہارت کے ہاتھ لگانا باتفاق ائمہ اربعہ ناجائز ہے البتہ قرآن مجید کا جزدان جو علیحدہ کپڑے کا ہوتا ہے اگر اس میں قرآن بند ہے تو اس جزدان کے ساتھ قرآن کریم کا ہاتھ لگانا بلا وضو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

مگر امام مالک و شافعیؒ کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ : جو کپڑا آدمی نے پہنا ہوا ہے۔ اس کی آستین یا دامن سے قرآن مجید کو بلا وضو چھونا جائز نہیں البتہ علیحدہ رومال یا چادر سے چھوا جا سکتا ہے۔

مسئلہ : علماء نے فرمایا ہے کہ اسی آیت ؎ سے بدرجہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی جائز نہیں جب تک غسل نہ

؎ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝ (الواقعہ آیت ۸۹)

کرے کیونکہ مصحف میں لکھے ہوئے حروف و نقوش کی جب یہ تعظیم واجب ہے تو اصل حروف جو زبان سے ادا ہوتے ہیں ان کی تعظیم اس سے زیادہ اہم اور واجب ہونا چاہئے۔ اس کا مقتضی تو یہ تھا کہ بے وضو آدمی کو بھی تلاوت قرآن جائز نہ ہو مگر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث جو بخاری و مسلم میں ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث جو مسند احمد میں ہے اس سے بغیر وضو کے تلاوت قرآن پاک فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے ثابت ہے اس لیے فقہاء نے بلا وضو تلاوت کی اجازت دی ہے

(مظہری) (سورہ واقعہ آیت ۷۹) (معارف القرآن ص ۲۸۷، ۲۸۸ جلد ۸)

ایسی تحریر جس میں کوئی آیت قرآنی لکھی ہو کیا کسی کافر مشرک کے ہاتھ میں دینا جائز ہے؟

مسئلہ : اپنا خط حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اس وقت بھیجا ہے۔ جب کہ وہ مسلمان نہیں تھیں حالانکہ اس خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ لکھا ہوا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے جو خطوط ملوک عجم کو لکھے ہیں۔ اور وہ مشرک تھے۔ ان میں بھی بعض آیات قرآن لکھی ہیں۔ وجہ دراصل یہ ہے کہ قرآن کریم کا کسی کافر کے ہاتھ میں دینا تو جائز نہیں لیکن ایسی کوئی کتاب یا کاغذ جس میں کسی مضمون کے ضمن میں کوئی آیت آگئی ہے۔ وہ عرف میں قرآن نہیں کہلاتا اس لیے اس کا حکم بھی قرآن کا حکم نہیں ہو گا۔ وہ کسی کافر کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں اور بے وضو کے ہاتھ میں بھی۔

(عالمگیری کتاب الخطر والاباحۃ) (سورۃ النمل آیت ۱۰)

(معارف القرآن حصہ ششم ص ۵۷۹)

ترتیل قرآن کا مطلب

مسئلہ : قرآن کا صرف پڑھنا مطلوب نہیں بلکہ ترتیل مطلوب ہے۔ جس میں ہر ہر

کلمہ صاف صاف اور صحیح ادا ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم اسی طرح ترتیل فرماتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے رات کی نماز میں آپؐ کی تلاوت قرآن کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے نقل کر کے بتایا جس میں ایک ایک حرف واضح تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی از مظہری)

مسئلہ : ترتیل میں تحسین صوت یعنی بقدر اختیار خوش آوازی سے پڑھنا بھی شامل ہے حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی قرأت و تلاوت کو ایسا نہیں سنتا جیسا اس نبی کی تلاوت کو سنتا ہے۔ جو خوش آوازی کے ساتھ جہراً تلاوت کرے (مظہری)

اور اصل ترتیل وہی ہے کہ حروف و الفاظ کی ادائیگی بھی صحیح اور صاف ہو اور پڑھنے والا اس کے معانی پر غور کر کے اس سے متاثر بھی ہو رہا ہے جیسا کہ حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا گزر ایک شخص پر ہوا جو قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا۔ اور رو رہا تھا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنا ہے۔ یہی ترتیل ہے (جو یہ شخص کر رہا ہے۔ (سورۃ المزمل آیت ۴)

(معارف القرآن ص ۵۹۰، ۵۹۱ ج ۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسئلہ : تعوّذ

تعوذ کے معنی ہیں۔ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ پڑھنا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

"یعنی جب تم قرآن کی تلاوت کرو۔ تو اللہ سے پناہ مانگو شیطان مردود کے شر سے"

قرآن کی قرأت سے پہلے تعوذ پڑھنا باجماع امت سنت ہے۔ خواہ تلاوت نماز کے اندر ہو یا خارج نماز تعوذ پڑھنا تلاوت قرآن کے ساتھ مخصوص ہے۔ علاوہ تلاوت کے دوسرے کاموں کے شروع میں صرف بسم اللہ پڑھی جائے۔ تعوذ مسنون نہیں۔

(عالمگیری باب رابع من الکراہتہ)

جب قرآن شریف کی تلاوت کی جائے اس وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھی جائیں۔ درمیان تلاوت میں جب ایک سورت ختم ہو کر دوسری شروع ہو تو سورہ برأت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں مکرر بسم اللہ پڑھی جائے۔ اعوذ باللہ نہیں۔ اور سورہ برأت اگر درمیان تلاوت میں آجائے تو اس پر بسم اللہ نہ پڑھے۔ اور اگر قرآن کی تلاوت سورہ برأت ہی سے شروع کر رہا ہے تو اس کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ (عالمگیریہ عن المحیط)

مسئلہ : پہلی رکعت کے شروع میں اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آواز سے پڑھا جائے یا آہستہ 'امام اعظم ابو حنیفہؒ' اور بہت سے دوسرے ائمہ آہستہ پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعتوں کے شروع میں بھی بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے مسنون ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اور بعض روایات میں ہر رکعت کے شروع میں بھی بسم اللہ پڑھنے کو واجب کہا گیا ہے

(شرح منیہ) معارف القرآن ص ۷۷ جلد اول

مسئلہ : قرآن کی تلاوت شروع کرنے کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا سنت ہے اور درمیان تلاوت میں سورہ برأت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ معارف القرآن ص ۷۵ جلد اول۔

مسئلہ : نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ خواہ جہری نماز ہو۔ یا سری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ سے ثابت نہیں ہے۔ شرح منیہ میں اسی کو امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کا قول لکھا ہے۔ اور شرح منیہ۔ در مختار۔ برہان وغیرہ میں اسی کو ترجیح دی ہے۔ مگر امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ سری نمازوں میں پڑھنا بہتر ہے۔ بعض روایات میں یہ قول ابو حنیفہؒ کی طرف بھی

منسوب کیا گیا ہے۔ اور شامیؒ نے بعض فقہاء سے اس کی ترجیح بھی نقل کی ہے۔ "بہشتی زیور" میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کوئی پڑھ لے تو مکروہ نہیں (شامی) سورۃ الفاتحہ آیت ۲) معارف القرآن ص ۷۷ جلد اول۔

تعوذ کے مزید احکام

مسئلہ : تلاوت قرآن سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کا پڑھنا اس آیت کی تعمیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مگر کبھی کبھی اس کا ترک بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس لیے جمہور علماء امت نے اس حکم کو واجب نہیں بلکہ سنت قرار دیا ہے اور ابن جریر طبری نے اس پر اجماع امت نقل کیا ہے اس معاملہ میں روایات حدیث قولی اور عملی 'تلاوت سے پہلے اکثر حالات میں اعوذ باللہ پڑھنے کی اور بعض حالات میں نہ پڑھنے کی یہ سب ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر کے شروع میں مبسوط نقل کی ہیں۔

مسئلہ : نماز میں تعوذ یعنی اعوذ باللہ صرف پہلی رکعت کے شروع میں پڑھا جائے۔ یا ہر رکعت کے شروع میں' اس میں ائمہ فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف پہلی رکعت میں پڑھنا چاہیے اور امام شافعیؒ ہر رکعت کے شروع میں پڑھنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

مسئلہ : تلاوت قرآن نماز میں ہو یا خارج نماز دونوں صورتوں میں تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت ہے۔ مگر ایک دفعہ پڑھ لیا تو آگے جتنا پڑھتا رہے وہی ایک تعوذ کافی ہے۔ البتہ تلاوت کو درمیان میں چھوڑ کر کسی دنیوی کام میں مشغول ہو گیا اور پھر دوبارہ شروع کیا تو اس وقت پھر دوبارہ تعوذ اور بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ : تلاوت قرآن کے علاوہ کسی دوسرے کلام یا کتاب پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت نہیں وہاں صرف بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ (در مختار شامی)

البتہ مختلف حالات اور اعمال میں تعوذ کی تعلیم احادیث میں منقول ہے۔ مثلاً

جب کسی کو غصہ زیادہ ہو۔ تو حدیث میں ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنے سے شدتِ غضب فرو ہو جاتی ہے۔(ابن کثیر)

نیز حدیث میں ہے کہ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھنا ثابت ہے (شامی) (سورہ نحل آیت ۹۸)۔ تفسیر معارف القرآن حصہ پنجم ۳۸۹۔

تلاوت قرآن کے وقت بکا یعنی آبدیدہ ہونا سنت انبیاء ہے

قرآن کی تلاوت کے وقت بکا (رونے) کی کیفیت پیدا ہونا محمود اور انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ و تابعین اور اولیاء اللہ سے بکثرت اس کے واقعات منقول ہیں۔ (سورہ مریم آیت ۵۸) معارف القرآن جلد ششم ص ۳۱

تلاوت قرآن کے وقت خاموش ہو کر سننا واجب ہے خاموش نہ رہنا کفار کی عادت ہے

مسئلہ: تلاوت قرآن میں خلل ڈالنے کی نیت سے شور و غل کرنا تو کفر کی علامت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاموش ہو کر سننا واجب اور ایمان کی علامت ہے۔ آج کل ریڈیو پر تلاوت قرآن نے ایسی صورت اختیار کرلی ہے کہ ہر ہوٹل اور مجمع کے مواقع میں ریڈیو کھولا جاتا ہے۔ جس میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو اور ہوٹل والے خود اپنے دھندوں میں لگے رہتے ہیں اور کھانے پینے والے اپنے شغل میں۔ اس کی صورت وہ بن جاتی ہے۔ جو کفار کی علامت تھی، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمادیں کہ یا تو ایسے مواقع پر تلاوت قرآن کے لیے نہ کھولیں اگر کھولنا ہے اور برکت حاصل کرنا ہے۔ تو چند منٹ سب کام بند کر کے خود بھی اس طرف متوجہ ہو کر سنیں دوسروں کو بھی اس کا موقع دیں۔ (سورہ حم السجدہ آیت ۲۶) معارف القرآن جلد ہفتم ص ۶۴۷۔

تلاوت قرآن اور ایصال ثواب

جمہور ائمہ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس طرح دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن اور ہر نفلی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو بخشا جا سکتا ہے اور وہ اس کو ملے گا (صرف اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے) قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ مومن کو دوسرے شخص کی طرف سے عمل صالح کا ثواب پہنچتا ہے تفسیر مظہری میں اس جگہ ان احادیث کو جمع کردیا ہے۔ جن سے ایصال ثواب کا فائدہ دوسرے کو پہنچنا ثابت ہوتا ہے

(سورہ نجم آیت ۳۹) (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۱۹)

تلاوت قرآن کے وقت خاموش رہ کر سننے کے متعلق چند ضروری مسائل

نماز کے اندر قرآن کی طرف کان لگانا اور خاموش رہنا تو عام طور پر مسلمانوں کو معلوم ہے۔ گو عمل میں کوتاہی کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ امام نے کونسی سورت پڑھی ہے۔ ان پر لازم ہے کہ وہ قرآن کی عظمت کو پہچانیں اور سننے کی طرف دھیان رکھیں خطبہ جمعہ وغیرہ کا بھی شرعاً یہی حکم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خاص طور سے خطبہ کے متعلق یہ آیا ہے کہ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام یعنی جب امام خطبہ کے لیے نکل آئے تو نہ نماز ہے۔ نہ کلام اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس وقت کوئی شخص دوسرے کو نصیحت کے لیے زبان سے یہ بھی نہ کہے کہ خاموش رہو۔ (کرنا ہی ہو تو ہاتھ سے اشارہ کردے) غرض دوران خطبہ میں کسی طرح کا کلام، تسبیح، درود یا نماز وغیرہ جائز نہیں فقہاء نے فرمایا ہے کہ جو حکم خطبہ جمعہ کا ہے وہی عیدین کے خطبہ کا اور نکاح وغیرہ کے خطبہ کا ہے کہ اس وقت کان لگانا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

البتہ نماز اور خطبہ کے علاوہ تمام حالات میں کوئی شخص بطور خود تلاوت کر رہا ہے۔ تو دوسروں کو خاموش رہ کر اس کا کان لگانا واجب ہے یا نہیں۔ اس میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض حضرات نے اس صورت میں بھی کان لگانے اور خاموش رہنے کو واجب اور اس کے خلاف کرنے کو گناہ قرار دیا ہے۔ اور اسی لیے ایسی جگہ جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں یا آرام کرتے ہوں۔ کسی کے لیے باآواز بلند قرآن پڑھنے کو جائز نہیں رکھا۔ اور جو شخص ایسے مواقع میں قرآن باآواز بلند پڑھتا ہے اس کو گناہ گار فرمایا ہے خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔

لیکن بعض دوسرے فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ کان لگانا اور سننا صرف ان جگہوں میں واجب ہے جہاں قرآن کو سنانے ہی کے لیے پڑھا جا رہا ہو۔ جیسے نماز و خطبہ وغیرہ میں اور اگر کوئی شخص بطور خود تلاوت کر رہا ہے۔ یا چند آدمی کسی ایک مکان میں اپنی اپنی تلاوت کر رہے ہیں تو دوسرے کی آواز پر کان لگانا اور خاموش رہنا واجب نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں جہراً قرأت فرماتے تھے اور ازواج مطہرات اس وقت نیند میں ہوتی تھیں۔ بعض اوقات حجرہ سے باہر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی جاتی تھی۔ بعض روایات کی وجہ سے فقہاء نے خارج نماز تلاوت کے معاملہ میں گنجائش دی ہے۔ لیکن اولیٰ اور بہتر سب کے نزدیک یہی ہے کہ خارج نماز بھی جب کہیں سے تلاوت قرآن کی آواز آئے تو اس پر کان لگائے اور خاموش رہے اور اس لیے ایسی مواقع میں جہاں لوگ سونے میں یا اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تلاوت قرآن باآواز بلند کرنا مناسب نہیں۔

اسی طرح رات کو لاؤڈ اسپیکر لگا کر مسجدوں میں تلاوت قرآن اس طرح کرنا کہ اس کی آواز سے باہر کے سونے والوں کی نیند یا کام کرنے والوں کے کام میں خلل آئے درست نہیں۔ (سورۂ اعراف آیت ۲۰۴ معارف القرآن جلد ۴ ص ۱۴۳ تا ۱۴۴)

سورہ حج کا سجدۂ تلاوت

مسئلہ : سورہ حج میں ایک آیت تو پہلے گزر چکی ہے۔ جس پر سجدہ تلاوت کرنا باتفاق

واجب ہے۔ اس آیت پر جو یہاں مذکور ہے۔ سجدۂ تلاوت کے وجوب میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک اس آیت پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ کیونکہ اس میں سجدہ کا ذکر رکوع وغیرہ کے ساتھ آیا ہے۔ جس سے نماز کا سجدہ مراد ہونا ظاہر ہے۔ جیسے وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ میں سب کا اتفاق ہے کہ سجدہ نماز مراد ہے۔ اس کی تلاوت کرنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح آیت مذکورہ پر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ امام شافعی امام احمد کے نزدیک اس آیت پر بھی سجدۂ تلاوت وغیرہ واجب ہے۔ ان کی دلیل ایک حدیث ہے۔ جس میں یہ ارشاد ہے کہ سورۂ حج کو دوسری سورتوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدۂ تلاوت ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس روایت کے ثبوت میں کلام ہے تفصیل اس کی کتب فقہ و حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(سورۃ الحج آیت ۷۷)(معارف القرآن حصہ ششم ص ۲۸۸)

سورۃ الاعلیٰ پڑھنے کے وقت مسنون کلمہ

مسئلہ : علماء نے فرمایا کہ جب قاری سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کی تلاوت کرے تو مستحب ہے کہ یہ کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن عباسؓ ابن عمرؓ ابن زبیرؓ، ابو موسیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی معمول تھا کہ جب یہ سورت شروع کرتے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا کرتے تھے (قرطبی) یعنی نماز کے علاوہ جب تلاوت کریں تو ایسا کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ : حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ سے روایت ہے کہ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجعلوھا فی سجودکم یعنی یہ کلمہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اپنے سجدہ میں کہا کرو۔

ے یعنی سورۂ حج آیت ۱۸۔ انوار الحق قاسمی

ے یعنی سورۂ حج آیت ۷۷۔ انوار الحق قاسمی